Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 30, Sr.No.75, 2009, pp 5 - 42

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۰، اپریل۔ جون ۲۰۰۹ء، شمارہ ۷۵

حضرت عمر فاروق کا ذوقِ شاعری۔ تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر ممتاز احمد سالک☆

Abstract:

Poetry is supposed to reflect the inner feelings, immortal sentiments, powerful passions and the outcome of some most sensitive moments of one's life. And for sure everybody is bound to be attracted by this most woderful God gifted skill of the humanbeing. Hazrat Umar-e-Farooq, the 2nd caliph of the Muslims and one of the greatest ever conquerors of the history was no exception as for as the sentiments and passions were concerned. In this article, his attention towards poetry has been critically analyzed.

شعر انسان کے لطیف ذوق کی علامت ہے۔ اس کے خیالات اور دل کے جذبوں کے اظہار کا ایک خوبصورت پیرایہ ہے۔ یہ فکرو نظر اور جذبات و احساسات میں ہر طرح کی مثبت و منفی تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی انقلابی تحریکوں

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

نے ہمیشہ اسے بھرپور طریقے پر استعمال کیا ہے۔ یہ عقائد و نظریات اور تہذیب و ثقافت کے اظہار، تشخص، حفاظت، ترویج، تشہیر اور اس کے غلبے کا نہایت اہم اور مؤثر ذریعہ ہے۔ اہل عرب کے ہاں عہد جاہلیت میں اسے خصوصی مقام حاصل تھا ان کی پوری تاریخ زبان و ادب اور تہذیب و تمدن کے ہر پہلو کے بارے میں ٹھوس معلومات کا سب سے مستند ذریعہ شاعری ہے۔ ان کے ہاں شعر شناسی عام تھی اور شعراء کی بڑی قدر اور حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ اسلام نے ان کے مذاق شعرو ادب کو ہمہ گیر انقلاب کا زینہ بنایا۔ قرآن مجید کے طرز بیان اور اسلوب تخاطب نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔ انہیں حیران کیا، اس کی اثر پذیری کا کمال تھا کہ ان کے بڑے بڑے راہنما خود تو چھپ چھپ کر سنتے تھے اور عوام الناس کو شوروغل کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

رسول اکرم کو انہوں نے شاعر اور قرآن کو ایسی شاعری قرار دیا جس میں بلا کا جادو تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے شعرو ادب کے اعلیٰ ذوق نے انہیں قرآن کی طرف راغب کیا اسے بار بار سننے کا شوق پیدا کیا اور وہ براہ راست قرآن سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔ ان کے ذوق شاعری کا تحقیقی جائزہ لینے کا مقصد یہ ہے کہ یہ واضح کیا جائے کہ اسلام میں یہ ایک قابل قدر ذوق ہے۔ انسان کے لطیف جذبوں کو پیدا کرنا، برقرار رکھنا اور پروان چڑھانا غیر شرعی نہیں ہے۔ ان کو ادبی اور فنی محاسن سے معمور کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے اس کو مشرکانہ اور فاسقانہ خیالات سے نکالنا اور فحاشی و عریانی وتکبر ونخوت، ھجو ونفرت، فتنہ و فساد اور توہین و مداہنت کی آلائشوں سے پاک کر کے شستگی و وقار کی حدود میں رکھنا اور انسانیت کی فلاح و ترقی، حقوق و مفادات اور عدل و صداقت کے قیام کے لئے استعمال کرنا مطلوب و مقصود ہے۔

بقول ہیکل حضرت عمرؓ کا مذاق شاعری نہایت شستہ اور بلند تھا۔ عہد جاہلیت میں شعر وسخن کا بہت چرچا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان محفلوں کا خوب فائدہ اٹھایا۔ عکاظ اور اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر شاعروں کا کلام سنتے اور جو شعر پسند آتے انہیں ذہن میں محفوظ کر لیتے اور مناسب موقعوں پر مزے لے لے کر پڑھتے (۱)

اصمعی کہتے ہیں: ماقطع عمرؓ امراً الا تمثیل بیت من اشعر (۲) یعنی حضرت عمرؓ ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر ضرور سنا دیتے تھے۔ آپ شعر کی اہمیت اور تاثیر کی وسعت سے آگاہ تھے اس لئے اچھے اشعار کو یاد کرنے کی ترغیب دیتے اور عمال کو بھی حکم دیتے تھے کہ اس کا اہتمام کریں چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا ''مرھم بروایت الشعر فانه یدل علیٰ معالی الاخلاق'' (۳) ایک مرتبہ فرمایا اہل عرب کا بہترین فن اشعار ہیں کہ انسان اپنی ضروریات میں ان سے کام لیتا ہے۔ سخی کو مائل کرتا ہے اور بخیل کو مہربان بنا لیتا ہے۔ (۴) شبلی نعمانی نے علامہ رشیق القیروانی کی کتاب العمدہ کے قلمی نسخے سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے

''و کان من انقد اھل زمانه للشعر و انقد ھم فیه معرفة'' (۵) یعنی حضرت عمرؓ اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر شعر شناسا تھے۔

ا۔ شعر وسخن کا فنی شعور

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ شعر وسخن کے فنی پہلوؤں کا مکمل شعور رکھتے۔ ان کی مختلف اصناف اور خوبیوں اور خامیوں سے پوری طرح واقف تھے اسی اعتبار سے شعراء کی بھی درجہ بندی کرتے تھے۔ آپ کا پسندیدہ شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ تھا۔ اس کے اشعار انہیں سب سے زیادہ یاد تھے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو جامعہ کی طرف دوران سفر مجھے اپنے پاس بلالیا اور پوچھا کہ کیا تمہیں سب سے بڑے شاعر کا کوئی شعر یاد ہے؟ میں نے پوچھا

وہ کون ہے؟ فرمایا جس نے یہ شعر کہا ہے

• لو ان حمداً یخلد الناس اخلدہ ولکن حمد الناس لیس بمخلد

ترجمہ: ''اگر انسانوں کو مدح سرائی زندہ رکھتی ہے تو وہ زندہ رہتے ہیں۔لیکن مدح سرائی ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں ہوتی''۔

میں نے کہا یہ زہیر کا شعر ہے، فرمایا''فذالک شاعر الشعراء''وہ سب سے بڑا شاعر ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیوں؟فرمایا لانه کا ن لا یعاظل فی الکلام، و کان یتجنب و حشی الکلام، لا یمدح احداً الا بمافیه(٦). وہ مغلق کلام نہیں لاتا، نا مانوس الفاظ و اشعار سے اجتناب کرتا ہے اور کسی شخص کی اس وقت تک تعریف نہیں کرتا جب تک اس میں وہ وصف موجود نہ ہو۔

حضرت ابن عباس سے ایک دوسری روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابن خطاب اور ان کے کچھ ساتھی شعرو شاعری پر گفتگو کر رہے تھے کہ کسی نے کہا کہ فلاں شخص بڑا شاعر ہے۔ دوسرے نے کہا فلاں سب سے بڑا شاعر ہے۔ اتنے میں میں آ گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تمہارے پاس اس فن کا سب سے بڑا عالم آ گیا ہے۔مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ میں نے کہا زہیر بن ابی سلمیٰ فرمایا کہ اس کے کچھ اشعار سناؤ جس سے تمہارا دعویٰ ثابت ہو سکے میں نے کہا زہیر نے قبیلہ عبداللہ بن غطفان کے کچھ افراد کی تعریف میں یہ اشعار کہے ہیں۔

لو کان یقعد فوق الشمس من کرم قوم باو لهم او محد هم قعدوا

ترجمہ: ''اگر کوئی جماعت اپنی اولیت یا بزرگی کی وجہ سے کرم وشرافت کے آفتاب پر بیٹھ سکتی ہے تو وہ اس پر بیٹھ جائیں گے''۔

قوم ابو هم سنان حین تنسبهم طابو اوطاب من الاولاد ما ولدوا

ترجمہ ''یہ وہ جماعت ہے جن کے والد کا نام سنان ہے جب ان کے

خاندان کا ذکر ہوگا تو ان کے ابا واجداد بھی پاکیزہ ہونگے
اور ان کی اولاد بھی پاکیزہ نسب ہے''

انس اذا امنوا و جن اذانزعوا مر زعون بھا لیل اذا ختشدوا

ترجمہ:''امن و امان کی حالت میں وہ انسان ہیں اور جب جنگ کے لئے
بلائے جائیں تو جنات ہوتے ہیں۔ جب رات کو اکٹھے ہوتے ہیں بہادر
سردار ثابت ہوتے ہیں۔''

محسدون علی ما کان من نعم لا ینزع اللہ منھم ما لہ حسدوا(۷).

ترجمہ:''انہیں قابل رشک و حسد نعمتیں عطا ہوتی ہیں مگر اللہ ان سے قابل
رشک و حسد نعمتوں کو چھینتا نہیں ہے۔''

آپ نے فرمایااس نے بہت خوب اشعار کہے ہیں، میرے علم میں قبیلہ بنی ہاشم سے بڑھ کر ان اشعار کا مصداق اور کوئی نہیں، کیونکہ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قرابتداری کی وجہ سے انہیں فضیلت حاصل ہے۔ میں نے کہا آپ نے صحیح بات کہی ہے اور توفیق خداوندی ہمیشہ آپ کے شامل حال رہی ہے۔ بقول ابن عباس شعر سناتے سناتے صبح ہوگئی تو فرمایا سورہ واقعہ کی تلاوت کرو میں نے تلاوت کی پھر اپنی سواری سے اترے اور صبح کی نماز ادا کی اور اس میں سورہ واقعہ ہی کی تلاوت فرمائی(۸)۔

انہیں اپنے زمانے کا شعر شناس سمجھا جاتا تھا۔ ایسے اشعار جن کے شاعر کا انہیں علم نہیں ہوتا تھا وہ لوگوں سے دریافت کرتے تھے(۹)۔ آپ شعروں کے فنی معیار ہی کی بنیاد پر شعراء کے مقام و مرتبے کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے تھے۔ عظیم جاھلی شاعر امرا القیس کے بارے میں کہا''سابق الشعراء و خسف لھم عین الشعر''(۱۰)

معروف شاعر اخطل کے بقول آپ نے نابغہ ذبیانی کو متعدد شعراء پر فضیلت دی(۱۱)۔ آپ کے نزدیک شعر کی حیثیت ابدی اور دائمی ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے کسی کی

تعریف وتوصیف مال و دولت کے انباروں سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ چنانچہ ذکر کیا گیا ہے کہ ہرم بن سنان کے بارے میں مشہور ہے کہ ہرم نے قسم کھا رکھی تھی کہ زہیر جب بھی اس کی مدح سرائی کرے گا یا بلاوا کرے گا یا سلام کرے گا تو وہ اسے غلام یا گھوڑا یا باندی میں سے کوئی نہ کوئی چیز عطا کرے گا۔ زہیر کو ہر مرتبہ لے لے کر شرم محسوس ہونے لگی تو جب اسے کسی مجلس میں دیکھتا تو کہتا سب کو صبح بخیر سوائے ھرم کے، لیکن میں نے تمہارے بہترین شخص کو مستثنیٰ کر لیا ہے(۱۲)۔ زہیر نے اس کی شان میں بہت سے قصائد اس کی زندگی میں بھی کہے اور اس کے قتل کے بعد بھی ان میں سے نمونے کے طور پر دو اشعار ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

دع وعدالقول فی ھرم   خیرالکھول و سید الحضر

لو کنت من شیء سوی بشر   کنت المنور لیلة البدر(۱۳)

ترجمہ: ''باقی باتیں چھوڑ دو ھرم کے بارے میں قول ہی شمار کر لو وہ پختہ عمر کے لوگوں میں سب سے بہتر اور دانشوروں کا سردار ہے۔ اگر تم انسان کے علاوہ کوئی چیز ہوتے تو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کرنے والے ہوتے''

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ھرم کی اولاد میں سے کسی سے کہا مجھے ان اشعار میں سے کچھ سناؤ جو زہیر نے تمہارے والد کی مدح میں کہے تھے۔ اس نے اوپر والے اشعار سنائے تو انہوں نے کہا کہ وہ تم لوگوں کی مدح میں خوب شعر کہتا تھا، اس نے کہا بخدا ہم بھی تو اسے خوب عطیہ دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے جو کچھ دیا وہ تو ختم ہو گیا لیکن اس نے جو تمہیں دیا وہ باقی رہ گیا ہے۔

اسی طرح زہیر کے بیٹے سے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ان قباؤں کا تم نے

کیا کیا جو حرم نے تمہارے والد کو پہنائی تھیں۔ اس نے کہا زمانے نے انہیں بوسیدہ کر دیا ہے۔ حضرتِ عمرؓ نے فرمایا لیکن تمہارے والد نے جو اسے جو قبائیں پہنائی تھیں زمانہ انہیں بوسیدہ نہیں کر سکتا۔ (۱۴)

۲۔ اشعار کا روزمرہ استعمال

حضرت عمر فاروقؓ کے شاعرانہ ذوق و مزاج کا یہ عالم تھا کہ موقع کی مناسبت سے خوبصورت اشعار ان کی زبان پر جاری رہتے تھے۔ جنہیں وہ روزمرہ کے معاملات میں استعمال فرماتے تھے۔ کتب تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ اکثر یہ شعر دہرایا کرتے تھے۔

لا یغرنک عشاء ساکن قد یوافی بالمنیات السحر(۱۵)

ترجمہ: ٹھہری ہوئی عشاء تمہیں دھوکہ نہ دے۔ سحر تمناؤں کی تکمیل کر دیتی۔

ایک مرتبہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے جب ضجنان کے مقام پر پہنچے تو فرمایا ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت بلند و برتر ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے'' پھر فرمایا اس وادی میں ادنی لباس پہنے اپنے والد خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہ بہت ہی سخت مزاج تھے۔ جب بھی میں کوئی کام کرتا تھا تو مجھے تھکا دیتے تھے اور اگر کوتاہی کرتا تو بہت مارتے تھے، اب میری یہ حالت ہے کہ میرے اور اللہ کے درمیان کوئی حاکم نہیں ہے پھر آپ نے تمثیل میں یہ اشعار پڑھے

لا شی ء فیما تری تبقی بشاشته یبقی الا له و یودی المال والولد

لم تغن عن هر مزیوما خزاینه والخلد قد حاولت عار فما خلدوا

ولا سلیمان اذ تجری الریاح له والانس والجن فیما بینما ترد

این الملوک التی کانت نوافلھا من کل اوب الیھا رکب یغد

[illegible] (۱۶)

ترجمہ: جیسا کہ تم دیکھتے ہو ہر چیز کی روح اور تازگی باقی نہیں رہے گی۔ صرف اللہ کی ذات باقی رہے گی۔ مال و اولاد سب فنا ہو جائیں گے۔ شاہ ہرمز کو کسی دن اس کے خزانوں نے فائدہ نہیں پہنچایا۔ قوم عاد نے بہشت تیار کرنے کی کوشش کی لیکن وہ غیر فانی نہیں رہے۔ نہ حضرت سلیمان علیہ السلام باقی رہے جن کے اختیار سے ہوائیں چلتی تھیں اور ان کے درمیان جن و انس کی آمد و رفت تھی۔ وہ سلطان کہاں ہیں جن کے عطیات کو ہر سمت سے قافلہ سوار اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ موت کے حوض میں کسی دروغ گوئی کے بغیر ہر ایک کو اسی طرح داخل ہونا ہے جیسے گزشتہ زمانے کے لوگ داخل ہوئے تھے۔

ایک مرتبہ مکہ کے سفر کے دوران آپ کا ساتھی راستے میں فوت ہو گیا آپ اس کے کفن دفن کے لئے رک گئے آپ کو اس کا شدید غم ہوا اور اس واقعے کے بعد اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

و بالغ امرا کان یا مل دونہ و مختلج من دون ما کان یا مل (۱۷)

ترجمہ: اس سے بڑھ کر کوئی سانحہ رونما نہیں ہو سکتا۔ جو اس قدر تکلیف دہ ہو جسکی توقع رکھی جا سکتی ہو۔

آپ تقاریر میں بھی اشعار استعمال کرتے تھے ایک مرتبہ یہ شعر پڑھا

ان شرح الشباب والشعر الا سود مالم یعاص کان جنونا (۱۸)

ترجمہ: جوانی کی اصل شرح یہ ہے کہ آدمی نے سیاہ بال اور جنونی کیفیت کے باوجود گناہ نہیں کیا۔

ایک مرتبہ آپ نے ابونمیلۃ السلمی کے یہ دو اشعار سنائے اور فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت کی اس سے بہتر تصویر کشی میں نے نہیں پائی۔

من یسع یدرک افضالہ　　　　یجتھد الشد بارض فضا

واللہ لا یدرک افعالہ　　　　ذو منز رضاف و لا ذور دا (۱۹)

ترجمہ: جو بھی کوشش کرتا ہے وہ اپنے فضائل حاصل کر لیتا ہے۔ اسے اس کی محنت کا نتیجہ اس دنیا میں بھی ملتا ہے۔ بخدا وہ اس وقت تک اپنے کاموں کے نتائج حاصل نہیں کرسکتا جب تک لنگوٹ نہ کس لے۔

حضرت انسؓ کے بقول ایک مرتبہ آپ نے یہ اشعار سنائے

لا تاخذوا عقلا من القوم اننی　　　　اری الجراح یبقیٰ والمعاقل تذھب

کانک لم توثر من الدھر لیلۃ　　　　اذا انت ادرکت الذی کنت تطلب (۲۰)

ترجمہ: قوم کی تخیلاتی باتوں کو نظر انداز کرو۔ کیونکہ ایسی باتیں مٹ جاتی ہیں۔ میری نظر میں عملی زخم باقی رہتا ہے۔ اگر تمہیں مطلوبہ چیز مل جائے تو گویا تم نے زندگی بھر کسی رات کو ضائع نہیں کیا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا ایک رات جب ہم چل رہے تھے تو میں ان کے قریب آیا تو انہوں نے اپنے پالان کے اگلے حصے پر ایک کوڑا مار کر یہ اشعار پڑھے۔

كذبتم و بيت الله يقتل احمد　　　ولما نطا عن دونه و ننا ضل

و نسلمه حتى نصرع حوله　　　و نذهل عن ابنائنا و الحلائل

ترجمہ: تم جھوٹ بولتے ہو بیت اللہ کی قسم احمدؐ شہید نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم ان کے لئے نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے جوہر نہ دکھائیں۔ ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے تا آنکہ ہم ان کے قریب مارے نہ جائیں اور اپنے بیٹوں اور اہل وعیال کو بھول نہ جائیں۔

پھر آپ نے فرمایا استغفراللہ مزید کچھ بولے بغیر چلتے رہے پھر یہ اشعار پڑھے۔

و ما حملت من ناقة فوق رحلها　　　ابر و اوفى ذمة من محمد

و كسى لبرد الخال قبل ابتذاله　　　واعطى لراس السابق المتجرد(۲۱)

ترجمہ: کسی اونٹنی نے اپنی پشت پر محمدؐ سے بڑھ کر نیکی کرنے والا اور وعدے پورے کرنے والے انسان کو نہیں اٹھایا۔

آپ چادر کے ختم ہونے سے پہلے پہنا دیتے تھے۔ آگے بڑھنے والے محروم سر کو عطا فرماتے تھے۔

اشعار کے بارے میں آپ کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ آپ جانتے تھے کہ کب کس صورتحال میں کس نے کیا شعر کہا تھا؟ اور حافظے کا یہ عالم تھا کہ وہ مخصوص اشعار آپ کے حافظے میں نہ صرف محفوظ تھے بلکہ بوقت ضرورت تروتازہ ہو جاتے تھے۔ اس کی مثال بنوسلیم کے سردار ابوشجرہ کا معاملہ ہے جس نے عہد صدیقی میں مرتدین کے خلاف جنگ میں حضرت خالد بن ولید کی فوج کا مقابلہ کیا اور ان دنوں یہ شعر کہا

ورويت رمحى من كتيبة خالد　　　و انى لار جو بعد ها ان اعمرا(۲۲)

ترجمہ: میں نے اپنے نیزے کو خالد کے لشکر سے سیراب کیا اس کے بعد

میں طویل عمر کی امید کرتا ہوں۔

حضرت خالد بن ولید کو آپ نے جب معزول کر دیا تھا تو وہ قنسرین اور حمص کے لوگوں کو الوداع کہہ کر مدینے پہنچے تو حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بقول حضرت سالمؓ، حضرت عمرؓ نے ان سے ملتے ہی یہ شعر پڑھا

صنعت فلم یصنع کصنعک صانع و ما یصنع الاقوم فاللّٰہ صانع(۲۳)

ترجمہ: ''تم نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور کسی نے تمہارے جیسا کام نہیں کیا ہے۔ تاہم قومیں جو کام سرانجام دیتی ہیں ان کا حقیقی صانع تو اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔''

۳۔ شعر گوئی کی حوصلہ افزائی

حضرت عمر فاروق شعر و سخن کی محفلوں کو پسند فرماتے تھے۔ اس میں اشعار کہنے والوں کو خوب داد دیتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ جب کہیں اچھے اشعار سنتے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں برتتے تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر ہندہ حضرت حمزہؓ کی لاش پر گستاخانہ اشعار گا رہی تھی تو آپ نے حضرت حسانؓ سے کہا آپ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے ، انہوں نے پوچھا وہ کیا کہہ رہی ہے آپ نے اس کے اشعار سنائے تو حضرت حسانؓ نے اس کے جواب میں جو اشعار کہے ان میں ایک یہ تھا

اشرت لکا ع و کان عادتھا لؤ ما اذا اشرت مع الکفر (۲۴)

ترجمہ: ''کمینگی کی حد تک تکبر کیا ہے ملامت کرنا اس کی عادت، اس کی اکثر اور کفر کے ساتھ ہے۔''

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک رات ہم امیر المومنین کے ساتھ اہل مدینہ کا حال معلوم کرنے کے لئے نکلے، چلتے چلتے ایک خیمہ کے قریب پہنچے ، خیمہ میں ہلکی سی روشنی نظر آئی

جو کبھی جل اٹھتی اور کبھی بجھ جاتی ناگاہ ہمیں ایک کمزور سی آواز سنائی دی۔ آپ نے فرمایا تم لوگ یہیں رکو۔ خود خیمہ تک پہنچ گئے اور سے سنا تو ایک بڑھیا یہ کہتی ہوئی سنائی دی

علی محمد صلوٰت الا برار　　صلی علیه المصطفون الاخیار

قدکنت قواما بکن الاسحار　　فلیت شعری و المنایا اطوار

هل تجمعنی و جیسبی الدار

ترجمہ: ''محمد ﷺ پر نیکوکاروں کا درود و سلام محمدؐ کے مداح اور ثنا خواں وہ لوگ رہ چکے ہیں جو زمانے میں انتخاب ہیں۔ اے محمدؐ آپ راتوں کو عبادت کرتے تھے اور رات کے آخری پہر روتے تھے۔ خوشا وہ ساعت کہ مجھے میرے محبوب کا قرب نصیب ہو۔''

یہ اشعار سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے، ان پر رقت طاری تھی، ان کی صدائے گریہ ہمیں صاف سنائی دے رہی تھی۔ آپ خیمے کے قریب پہنچے اور کہا السلام علیکم، السلام علیکم، السلام علیکم تیسری مرتبہ جب کہا تو خیمے سے آواز آئی اندر آجایئے۔ آپ نے اندر جا کر خیمہ دار بڑھیا سے کہا کہ وہ اشعار جو پڑھ رہی تھی دہرائے، بڑھیا نے اشعار دہرائے تو آپ پر پھر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا ''عمر کو مت بھول جانا'' عورت بولی اے اللہ تو عمرؓ کو مغفرت سے نوازنا کہ تو بخشائش والا ہے۔ (۲۵)

آپ کے ذوق و شعر و شاعری کو لوگ اچھی طرح جانتے تھے، بارہا ایسا ہوا کہ ضرورتمندوں نے اشعار کے ذریعے اپنے حاجت پیش کی تو آپ نے آپ پر اس کا گہرا اثر ہوا نہ صرف ان کو کلام کی داد اور امداد دیکر حوصلہ افزائی کی۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور یوں مخاطب ہوا۔

یا عمر الخیر جزیت الجنه　　　اکس بنیاتی وامهنه

اقسم باللّٰه لتفعلنه

ترجمہ: اے عمرؓ بھلائی کرو تمہیں جنت دی جائیگی از راہ خدمت مجھے کچھ پہنائیے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ یہ ضرور کر گزریں گے۔

آپ نے فرمایا اگر میں نہ کروں تو؟ وہ بولا ''اذا ابا حفص لا فصینه''

تو میں ابو حفص (عمرؓ) کو قتل کردوں گا۔

آپ نے یہ مصرعہ بھی نہایت خندہ پیشانی سے سنا اور فرمایا اگر ایسا نہ ہو تو؟

وہ بولا

یکون عن حالی تسالنه　　　یوم تکون الاء عطیات لنه

بالواقف المسؤل ینتهنه　　　اما الی نار واما جنه

ترجمہ: ''پھر یہ ہوگا کہ اس روز سارے انعام و اکرام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونگے وہ تم سے میرے بارے میں پرسش کریگا اور اس باز پرس کے بس دو ہی نتیجے ہوسکتے ہیں جس سے یہ پوچھ گچھ ہوگی وہ یا تو جہنم میں جائیگا یا جنت میں''

اشعار کی زبان میں ایک دل شکستہ مرد صحرا کی داستانِ غم نے حضرت عمرؓ کو رلا دیا یہاں تک کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اپنے غلام سے کہا کہ میری قمیص اسے دے دو بخدا اس قمیص کے علاوہ میرے پاس اور کوئی قمیص نہیں۔(۲۶)

ایک اور واقعہ ابو ولید مکی سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لنگڑا آدمی ایک اونٹنی کو پکڑے ہوئے آیا وہ بھی لنگڑی ہوگئی تھی اس نے آکر آپ کے

سامنے یہ اشعار پڑھے

انک مسترعی و انا رعیة   و انک مدعو بسیماک یاعمر

اذا یوم شر شره لشراره   فقد حملتک الیوم احسا بها مضر(۲۷)

ترجمہ: آپ رعایا کے نگہبان ہیں اور میں رعیت ہوں آپ وہ ہیں جن سے نگہداشت کا تقاضہ کیا جاتا ہے۔ آپ کو آپ کی نشانی سے پہچانا گیا ہے جب بدترین دن ہوگا تو اس کا شر برے لوگوں کے لئے ہوگا اآج کے دن نے آپ کو بے شمار تکلیف دہ بوجھ اٹھوائے گئے ہیں۔

آپ نے اس پر **لاحول و القوة الا باللّٰہ** پڑھا پھر اس شخص نے اپنی اُونٹنی کے گنلڑا ہو جانے کی شکایت کی حضرت عمرؓ نے وہ اونٹنی اس سے لے لی اور اس کے بدلے میں ایک سرخ اونٹ پراسے سوار کر دیا اور اس کے ساتھ اسے زادِ راہ بھی فراہم کیا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت عمرؓ بھی حج کے لئے روانہ ہو گئے جب سواری پر جارہے تھے تو ایک سوار آپ کو ملا جو یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ما ساسنا ملک یا بن الخطاب   ابر بالا قصی و لا بالا صحاب

بعد ابی صاحب الکتاب

ترجمہ: نبی کریم ﷺ صاحبِ کتاب کے بعد اے ابنِ خطاب تمہاری طرح کسی نے حکومت نہیں کی آپ دوستوں اور غیروں دونوں کے ساتھ سب سے زیادہ نیک سلوک کرتے ہیں۔ آپ نے اسے چھڑی سے مار کر ٹوکا کہ ابو بکرؓ کا نام کہاں ہے؟(۲۸)

عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ ہم سب مکہ کی جانب رواں تھے کہ آدھی رات کو ایک ساربان لڑکے نے حدی خوانی شروع کر دی، حضرت عمر بن الخطاب نے اس کو سنا تو چند اور

لوگوں کے ساتھ جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی شامل تھے سواری سے اتر کر ہم لوگوں میں شامل ہو گئے جب فجر طلوع ہونے لگی تو آپ نے فرمایا اب خاموش ہو جاؤ اور اللہ کا ذکر کرو۔(۲۹)

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا کہ میرے اونٹ کی پشت پر زخم ہے اور دیگر مقامات پر بھی کئی زخم ہیں اس نے آپ مجھے دوسرا اونٹ دے دیں حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہارے اونٹ کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ واپس پلٹ گیا اور یہ کہتا جا رہا تھا۔

اقسم باللّٰہ ابو حفص عمر　　　ما مسها من نقب و لا دبر

فاغفر له اللهم ان کا ن فجر

ترجمہ: ابو حفص عمرؓ نے قسم کھا کر کہا ہے کہ اس اونٹ کو کوئی زخم نہیں پہنچا ہے اور نہ ہی کوئی بیماری لگی ہے۔ اگر انہوں نے غلط بیانی کی ہے تو اے اللہ انہیں معاف کر یہ سن کر آپ نے فرمایا ’اے اللہ تو مجھے معاف کر‘ پھر آپ نے اس دیہاتی کو بلا کر نئے اونٹ پر سوار کر دیا۔(۳۰)

عہد صدیقی میں مرتدین کے خلاف حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں جن نمایاں لوگوں کے خلاف جنگی مہمات جاری تھیں ان میں ایک مالک بن نویرہ بھی تھا جس کے قبیلے بنی حنظلہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اذان دینے لگے۔ بعض روایات کے مطابق مالک بھی تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہو گیا لیکن حضرت خالد بن ولید نے غلط فہمی کی وجہ سے اسے قتل کرا دیا اس کا بھائی متمم بن نویرہ سالہا سال تک غمزدہ رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں وہ ملا تو آپ نے اس کے احوال معلوم کئے اور فرمایا کہ تم نے اگر اس کے متعلق کچھ کہا ہو تو مجھے سناؤ۔

اس پر نے مرثیہ سنایا جس میں ایک شعر یہ بھی تھا۔

وکنا کندمانی جذیمة حقبة من الدھر حتی قیل لن یتصدعا۔

ترجمہ: ''ہم ایک عرصے تک جذیمہ کے دو ندیموں کی طرح ہم پیالہ رہے
حتی کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ کبھی جدا نہیں ہونگے۔''

حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں شاعر ہوتا تو میں بھی اپنے بھائی زیدؓ کا مرثیہ کہتا۔ اس نے کہا امیر المومنین یہ برابر کا معاملہ نہیں ہے اگر میرا بھائی بھی اسی طرح مارا جاتا جس طرح آپ کے بھائی مارے گئے تو میں اس کے لئے ہرگز نہ روتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھ سے جیسی تعزیت تم نے کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔(۳۱)

۲۱ھ کو حضرت عمرؓ حج پر مکہ تشریف لے گئے اس دوران حضرت خالد بن ولید کا وہاں انتقال ہوگیا۔ آپ جنازے میں شرکت کے لئے گئے تو ان کی والدہ کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

انت خیر من الف الف من القوم اذا ما کبت وجوہ الرجال

ترجمہ: ''جب لوگوں کے سردار بیٹھ جاتے تھے تو تو ایک کروڑ آدمیوں سے بہتر تھا۔''

حضرت عمرؓ نے سن کر فرمایا آپ نے ٹھیک کہا واللہ وہ ایسے ہی تھے۔(۳۲)

۴۔ اشعار بعض پالیسیوں کی بنیاد

اشعار میں بہت گہری معنویت اور پیغام پنہاں ہوتا ہے۔ ان کا چناؤ انہیں بیان کرنے والے کے اندرونی جذبات اور ذہنیت کا عکاس ہوتا ہے۔ یہ معاشرتی رویوں کے تعین میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ ایک نہایت سمجھدار اور مستعد منتظم تھے۔ وہ ان

پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ کی بے شمار انتظامی پالیسیوں کی بنیاد اشعار ہی بنے۔ چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں۔

ایک مرتبہ رات کے وقت حسبِ معمول مدینے کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو دروازہ بند کیے سخت فراقیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

تطادل هذا اليل تسرى كواكبه　　وارقنى ان لا ضجيع الاعبه

فو اللّٰه لو لا تخشى عواقبه　　لزحزح من هذا السرير جونبه

ولكننى اخشى رقيبا مؤكلا　　بانفسنا، لا يفتر الدهر كاتبه

مخافة ربى والحياء يصدنى　　واكرم بعلى ان تنا ول مراتبه (۳۳)

ترجمہ: یہ رات بڑھ گئی ہے اور ستارے چل رہے ہیں مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے ساتھ کوئی ایسا نہیں کہ جس نے ساتھ لیٹوں اور کھیلوں، واللہ اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو اس چار پائی کی چولیں ہلتی ہوتیں۔ لیکن میں اس نگہبان مؤکل سے ڈرتی ہوں کہ جس کا کاتب کسی وقت نہیں بہکتا۔ مجھے اللہ کا خوف اور حیا منع کرتی ہے وہ ایسا بزرگ ہے کہ اس کی سواری پر سوار ہونے کی کوئی کوشش نہ کرے۔

پھر وہ بولی ''مجھ پر کچھ ہی کیوں نہ بیت جائے عمرؓ کو کیا خبر وہ کیا جانیں کہ شوہر کی جدائی سے مجھ پر کیا گزر رہی ہے آپ یہ سب کچھ سن رہے تھے آپ نے فرمایا اے عورت اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ پھر اسکی نقد اور جنس سے مدد کی اور حکم دیا کہ اس کا شوہر محاذ جنگ سے واپس آجائے۔(۳۴)

ایک اور روایت کے مطابق آپ نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوگیا ہے۔ اس نے بتایا

کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تو نے برے کام کا تو ارادہ نہیں کیا؟ اس نے کہا معاذ اللہ آپ نے فرمایا تو اپنے نفس پر قابو رکھ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں چنانچہ صبح آپ نے قاصد روانہ کر دیا پھر آپ اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ایک مشکل آپڑی ہے تم اسے حل کردو اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک سخت ضرورت ہوتی ہے حضرت حفصہ نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کرلیا، اور چپ ہوگئیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتے حضرتِ حفصہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ، آپ نے حکم جاری کر دیا کہ میدان جنگ میں کسی لشکر کو چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے۔(۳۵)

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے روایت ہے ایک مرتبہ رات کے وقت گشت کے دوران آپ نے ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

هل من سبيل الى خمر فا شربها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

ترجمہ: ''کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اسے پی سکوں یا نصر بن حجاج سے ملنے کی بھی کوئی سبیل ہے''

صبح ہوئی تو نصر بن حجاج کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بنوسلیم کا ایک شخص ہے اسے بلوایا تو وہ لوگوں میں سب سے خوبصورت بالوں والا تھا اوراس کا رنگ بھی سب سے گورا تھا۔ آپ نے اس کے بال کاٹنے کا حکم دیا جب کاٹ دیئے گئے تو اسکی پیشانی نکل آئی جس سے اس کے حسن میں اور اضافہ ہوگیا۔ اس کو عمامہ باندھنے کا حکم دیا جب وہ باندھا گیا تو اس کا حسن اور بھی زیادہ ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں

میری جان ہے اس دھرتی پر جہاں میں ہوں تم میرے ساتھ نہیں رہنے پاؤ گے۔ چنانچہ اسے سفر کے لئے ضروری اشیاء لیکر فوراً ہجرت کا حکم دیا اور بصرہ روانہ کر دیا۔(۶۶)

محمد بن جہم کی روایت میں اس واقعے کی مزید تفصیل بیان کی گئی ہے۔ایک یہ کہ وہ عورت نہایت درد بھرے لہجے میں فراقیہ اور حزنیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

اس میں ایک شعر یہ بھی تھا۔

الی افتی ماجد الاعراق متقبل　　　سهل لمحيا كريم غير ملجاج

ترجمہ: قابل قبول خوبصورت نقوش والا نوجوان جھگڑے سے پاک جو نرم خو اور کرم کرنے والا ہے

آپ نے یہ اشعار سن کر فرمایا میں اس شہر میں کسی ایسے شخص کو نہیں رہنے دوں گا جس کا ذکر حجاب اندر حجاب بھی ہوتا رہے۔ میں نصر بن حجاج سے ملنا چاہتا ہوں۔وہ آیا تو جمال کامل کا نمونہ تھا خوبصورت بال اور صباحت ریز چہرہ! حجام کو بلوایا گیا اس نے نصر کے بال چھوٹے کردیئے تو اس کے رخسار یوں نکل آئے جیسے ماہتاب کے دو ٹکڑے ضیاپاشی کر رہے ہوں آپ نے فرمایا اسے عمامہ باندھ ہیں۔ پھر بھی اسکی فتنہ انگیزی اور دل ربائی قائم رہی ۔ آپ نے فرمایا تم ''اب اس شہر میں نہیں رہو گے''نصر نے کہا کیوں امیر المومنین؟ آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا چنانچہ اسے بصرہ بھیج دیا گیا۔ اب وہ عشقیہ اشعار پڑھنے والی عورت ڈری کہ کہیں اسے بھی نہ تنبیہہ ہو ۔ چناچہ اس نے ندامت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کی خدمت میں چند اشعار بھیجے جس میں اس نے کہا:

قل للامام الذی تخشی بوادره　　　مالي وللخمر او نصر بن حجاج

انی غيت ابا حفص بغير هما　　　مشرب الحليب و طرف فاترساج

ان الھوی زمه التقویٰ فقیده — حتی اقر بالجام و اسراج

لا تجعل الظن حقا او تبینه — ان السبیل سبیل الخائف الراجی(۳۷)

ترجمہ: ''ایسے امام سے کہہ دیں جن کی گرفت سے ہر کوئی خوف کھاتا ہے میرا ،شراب اور نصر بن حجاج سے کوئی تعلق نہیں ۔ مجھے ابو حفص کے احکامات کا زیادہ پاس ہے ۔ انگوروں کے رس اور دودھ کے پینے کے مقابلے میں۔خواہشات نفس کو تقویٰ کے ذریعے ہی مقید کیا جا سکتا ہے۔ میں نے جام کا جھوٹ موٹ اقرار کیا ہے۔ آپ محض گمان اور بیان کو صحیح نہ سمجھیں، میرا راستہ خوف اور امید کے درمیان ہے۔''

یہ اشعار حضرت عمرؓ کو سنائے گئے تو آپ نے اس عورت کو کہلا بھیجا کہ میں نے نصر کو محض تمہاری وجہ سے شہر بدر نہیں کیا بلکہ دوسری عورتوں سے بھی ملنے کی کوشش کرتا تھا۔اس کے بعد آپ رونے لگے اور فرمایااللہ کے لئے ساری تعریفیں ہیں جس نے حرص و ہوا کو اس دیار میں مقید کر دیا اور کلمہ گو ضبطِ نفس پر قادر ہو گئے۔ پھر آپ نے بصرہ کے عامل کو ایک خط لکھا اور کچھ ہدایات دیں آپ کا پیامی کئی دن وہاں ٹھہرا رہا جب وہاں سے روانہ ہونے لگا تو اعلان کر دیا گیا کہ سرکاری ہرکارہ روانہ ہونے کو ہے جو امیر المومنین کو کچھ لکھنا چاہے تو لکھ کر بھیج دے۔

نصر بن حجاج نے موقع غنیمت جانا اور ایک منظوم خط روانہ کر دیا جس میں لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کے لئے سلام علیک اما بعد

لعمری لئن یسرتنی و حرمتنی — و ما نلته منی علیک حرام

أ ان غنت الدالفاء یوما بمنیة — و بعض أمانی النساء غرام

ظننت بی الظن الذی لیس بعده — بقافما لی فی البدی کلام

و یمنعنی مما تظن تکرمی — و آباء صدق سالفون کرام

و تمنعها مما تظن صلاتها — و حال لها فی قومها و صیام

فهذان حالان فهل انت راجعی — فقد جب منی کاهل و سنام

امام الهدی لا تبتلی الطرد مسلما — له حرمة معروفة و زمام (۳۸)

نصر کو بصرہ میں جب بہت عرصہ گزر گیا تو ایک دن اس کی ماں اذان اور اقامت کے درمیانی وقفہ میں حضرت عمرؓ کے راستے میں کھڑی ہوگئی آپ جب اپنے ہاتھوں مین درہ لئے برآمد ہوئے تو اس نے اعتراض کرتے ہوئے کہا ''اے امیر المومنین قیامت کے دن میں اورتم اللہ کے روبرو کھڑے ہونگے اور اللہ تم سے محاسبہ کرے گا۔ یہ کیا عبداللہ اور عاصم تو آپ کے پہلو میں رہیں اور میرا بیٹا مجھ سے اس قدر دور کر دیا جائے کہ میرے اور اس کے درمیان بہت سے پہاڑ اور میدان حائل ہو جائیں'' آپ نے جواب دیا کہ عبداللہ اور عاصم عصمتوں پر ڈاکے نہیں ڈالتے پھرتے (۳۹)۔

نصر بصرہ میں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اس نے وہاں کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نائب مجاشع کی بیوی پر بھی ڈورے ڈالنے کی کوشش کی جس کی بنا پر اسے فارس کی طرف بھیج دیا گیا۔ جہاں کے گورنر عثمان ابن ابی العاصؓ تھے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی تو آپ نے لکھا کہ'' الزموه المسجد'' اسے مسجد میں پابند کردو(۴۰)۔

آپ نے بعد میں نصر کے بھتیجے ابو ذئب کو بھی علاقہ بدر کر دیا تھا۔ آپ رات کو گشت کر رہے تھے کہ اتفاقاً اپ کا گزر چند عورتوں کے پاس سے ہوا جو باتیں کر رہی تھیں کہ اہل مدینہ میں سب سے گورا کون ہے ایک عورت نے کہا ابو ذئب صبح ہوئی تو آپ نے اسے بلوایا وہ واقعی سب

سے خوبصورت نکلا آپ نے دو تین مرتبہ فرمایا وللہ تو عورتوں کا بھیڑیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو اس جگہ جہاں میں ہوں، میرے ساتھ نہیں رہنے پائے گا۔ اس نے کہا اگر آپ نے لامحالہ بھیجنا ہی ہے تو وہاں بھیج دیں جہاں میرے چچا نصر بن حجاج السلمی کو بھیجا ہے چنانچہ آپ نے اس کے لئے مناسب سامان کا حکم دیا اور اسے بصرہ روانہ کر دیا(۴۱)۔

آپ نے اشعار ہی کے ذریعے شکایت پر ایک شخص جعدہ کو تازیانے لگوائے۔ روایت ہے کہ ایک شخص بریدہ حاضر ہوا۔ اس کا ترکش بکھر گیا اس میں سے ایک کاغذ نکلا آپ نے اسے لے کر پڑھا تو اس میں حسبِ ذیل اشعار درج تھے۔

الا ابلغ ابا حفص رسولا	فدی لک من اخی ثقة از اری
قلاً لصنا ، هداک الله، انا	شغلنا عنکم زمن الحصار
فما قلص و جد ن معقلات	قفا سلع بمختلف البحار
قلائص من بنی سعد بن بکر	و اسلم او جهینة او غفار
یعقلهن جعدة من سلیم	معیداً یبتغی سقط العزار

ترجمہ: کوئی قاصد ہوتا کہ ابوحفص کو یہ خبر پہنچا دیتا، اے مرے قابل اعتماد بھائی تیرے لئے میرا سامان فدا ہے۔اللہ تمہیں براہِ راست دکھائے، ہماری سواریوں نے محاصرے کے وقت ہمیں تمہاری جانب متوجہ نہ ہونے دیا۔ مقام سلع کے پیچھے جہاں یکے بعد دیگر دریاؤں کی گزر گاہ ہے، وہیں سواریاں بندھی تھیں جو نہ ملیں۔ یہ سواریاں قبیلہ بنی سعد، اسلم، جھینہ اور غفار کی تھیں۔ قبیلہ سلیم کے ایک آدمی جعدہ نے انہیں باندھ رکھا ہے۔ بار بار آتا ہے اور بے حیائی کا طالب ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ قبیلہ سلیم کے جعدہ کو میرے پاس بلاؤ، لوگ اسے لے کر آئے تو آپ نے اسے رسی سے باندھ کر ایک سوتازیانے لگوائے اور ان عورتوں کے پاس جانے سے روک دیا جن کے شوہر موجود نہ ہو(۴۲)۔آپ نے میسان کے گورنر نعمان بن عدی کو ایسے اشعار لکھنے پر برطرف کر دیا، جس میں شراب نوشی اور رقص و سرور کا ذکر تھا۔

من مبلغ الخنساء ان حليلها　　　بميسان يسقى فى زجاج و حنتم

اذا شئت غنتنى دهاقين قرية　　　وصنا جة تجذدعلى كل منسم

اذا كنت ندماني خبا لا كبرأسقنى　　　و لا تسقنى بالا صغرا المتثلم

لعل امير المؤمنين يسو ء ه　　　تنا دمنا بالجوسق المتهدم

ترجمہ: جانے کسی نے خنسا کو یہ اطلاع پہنچائی ہے یا نہیں کہ میسان پہنچنے والے نے میسان پہنچتے ہی شیشے میں سے لنڈھائی ہے۔ میں جس وقت بھی چاہوں میرے لئے اہل قریہ ترنم ریز اور رقاصائیں عشوہ فروش ہو سکتی ہیں، بارہ آشامی کرونگا تو پھر قدح خوار بنوں گا چھوٹے چھوٹے مئے کے جام میرے کس کام کے۔شاید کہ امیر المومنین کو یہ بات ناگوار گزرے کہ وہ برباد محل کی طرح ہمیں شرمندہ کر رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے یہ اشعار سنے تو غصے ہوئے اور نعمان کو کہلا بھیجا کہ انہیں سبکدوش کر دیا گیا ہے جب انہیں یہ اطلاع پہنچی تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''خدا شاہد ہے امیر المومنین ان مزعومہ باتوں میں سے میں نے کسی پر بھی عمل نہیں کیا دراصل میں شاعر رہ چکا ہوں ایک دن میری طبعیت موزوں تھی بس یہ چند شعر ہو گئے'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اب تم تمام عمر میری حکومت میں کسی منصب پر فائز نہیں ہو سکو گے'' (۴۳)

زبیر بن بکار کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے نعمان کو لکھا بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب من اللّٰہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ھو الیہ المصیر اما بعد. مجھے تمہارا یہ قول پہنچا ہے

لعل امیر المومنین بسوء ہ تنا دفنا فی الجوسق المتھدم

حضرت عمرؓ نے فرمایا بخدا میرے لئے یہ بہت ہی بری ہے۔ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین میں نے تو کبھی شراب نہیں لی جہاں تک اس شعر کا تعلق ہے وہ تو ویسے ہی میری زبان پر آگیا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا بھی ایسا ہی خیال ہے، لیکن میں پھر بھی تمہیں کبھی بحال نہیں کروں گا۔ (۴۴)

حضرت عمر فاروقؓ نے ایسے اشعار پر گورنر کی اس لئے گرفت کی اور اسے معزول کر دیا کہ حکمرانوں کے خیالات وتصورات عوام الناس کے لئے تقلید کا ذریعہ بنتے ہیں اگر وہ فساد و بگاڑ پر مبنی ہوں تو ان کے اردگرد کے لوگ متاثر ہوتے ہیں پھر آخرکار پورے ماحول اور ثقافت پر دورس منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۵۔ شعر وسخن کی حدود و قیود

آپ مسجد میں شعر وسخن کی محفلوں کو پسند نہیں کرتے تھے تا کہ اس کا تقدس مجروح نہ ہو اور لوگوں کی عبادت میں یکسوئی متاثر نہ ہو اور دینی علوم کے حصول کے ان حلقوں کے نظام میں خلل واقع نہ ہو جو عہد نبویؐ سے چلے آرہے تھے۔ چنانچہ حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت حسان بن ثابت اشعار سنا رہے تھے (حضرت عمر کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھ کر کہا) میں اس دور میں یہاں اشعار پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر ہستی یہاں تشریف فرما ہوتی تھی، پھر حضرت ابو ھریرۃؓ کی طرف

متوجہ ہوئے اور کہا میں تم سے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا آپ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ ''اے حسان میری طرف سے (اشعار میں)جواب دو، اے اللہ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد کیجئے'' حضرت ابوھیریرہؓ نے جواب دیا ہاں۔(۴۵)

ابو داؤد کی ایک اور روایت میں اتنا زائد ہے کہ حضرت عمرؓ اس بات سے ڈرے کہ اگر میں نے انہیں (سختی سے)منع کیا تو وہ رسول اکرم کی اجازت کی دلیل پیش کریں گے، چنانچہ انہوں نے اجازت دے دی(۴۶)

اسی طرح آپ حرمِ کعبہ میں احرام کی حالت میں شعر گوئی نا پسند فرماتے تھے۔عہد نبوی میں ۷ھ کو اس طرح کا واقعہ پیش آیا تو آپ نے اس پر اعتراض کیا لیکن رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خصوصی حالات میں کافروں پر رعب ڈالنے کی غرض سے اس کی اجازت عطا فرمائی چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکے میں داخل ہوئے عبداللہ بن رواحہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلوا ابنی الکفار عن سبیله   الیوم نضر بکم علی تأویله

ضرباً یزیل الهام عن مقیله   و ید هل الخیل عن خلیله

ترجمہ:کافروں کے بچوان کی راہ سے ہٹ جاؤ، ہم آپؐ کے حکم سے،تمہیں خوب ماریں گے ایسی ضرب لگائیں گے کہ گردن تن سے جدا ہو جائے گی اور ایک دوست ہمیشہ کے لئے دوسرے دوست کو بھول جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اور اللہ عزوجل کے حرم میں شعر پڑھ رہے ہو؟ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا(خل عنه فلهو

اسرع فیهم من نضح النبل)(۴۷)

ترجمہ: اے عمرؓ انہیں چھوڑ دو، اس لئے کہ یہ اشعار کافروں کے دلوں میں تیر سے زیادہ اثر کرنے والے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے شعروسخن کو اسلامی حدود وقیود کا پابند کیا اور ریاستی پالیسی کے ذریعے ایک طرف تو بھر پور حوصلہ افزائی کی اور ان کی ترویج کے اقدامات کیئے اور دوسری طرف ان میں تہذیب شائستگی کا معیار مقرر کیا۔ ان میں منفی رجحانات کو روکنے کی کوشش کی اور ان کے غلط استعمال کی حوصلہ شکنی کی۔ اس کی اوپر بہت سی مثالیں درج کی جاچکی ہیں۔ مزید یہ کہ آپ نے ہجو گوئی کے رواج کو ختم کرنے کا عزم کیا جو عہد جاہلیت ہی سے عرب شعراء کا محبوب مشغلہ رہا ہے معاشرہ نفرتوں، دشمنوں، کشمکشوں اور تعصّبات اور انتشار کی آماجگاہ بنا رہتا تھا۔ آپ نے ہجو کو قابل تعزیر جرم قرار دیا۔

حطیہ نے زبرقان کی ھجو کی۔ زبرقان نے حضرت عمرؓ کے حضور بدلہ لینے کے لئے استدعا، کی تو حضرت عمرؓ نے انہیں (حطیہ) کو بلوایا اور اشعار سنے ان میں سے ایک شعر یہ تھا

د ع المکارم لا ترحّ لبغیتھا   واقعد فانک انت الطاعم الکاسی

ترجمہ: اخلاق و اداب کو جانے دو اپنی ضرورتیں اور خواہش نہ جانے دو۔ بیٹھ رہو تم کو صرف کھانے اور پہننے سے غرض ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت حسانؓ سے پوچھا کیا یہ ہجو ہے؟ انہوں نے کہاں ہاں نہ صرف ہجو کی ہے بلکہ ٹھیس بھی پہنچائی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے خیال میں یہ ہجونہیں بلکہ عتاب ہے، زبرقان نے کہا کہ کیا میری شرافت صرف یہاں تک ہے کہ میں کھاؤں اور پہنوں؟ حضرت عمرؓ نے پھر بسید بن ربیعہ سے اس بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ جو میں محسوس کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ

اس کے بدلے (ہرجانے) میں تو میں سرخ اونٹوں کا حقدار قرار پاتا۔ حضرت عمرؓ نے سزا کے طور پر اسے کنویں میں ڈلوا کر اوپر کوئی چیز رکھوادی۔(۴۸)

وہ اشعار کے ذریعے رحم کی اپیل کرتا رہا لیکن حضرت عمرؓ نے توجہ نہ دی۔

آخر اس نے یہ اشعار پیش کیے۔

ماذا اردت لافراخ بذی مرخ　　　حمر الحواصل لا ماء ولا شجر

القیت کا سبھم فی قعر مظلمۃ　　　فاغفر علیک سلام اللّٰہ یا عمر

ترجمہ: آپؓ کا ان چھوٹے چھوٹے چوزوں کے بارے میں کیا ارادہ ہے جو ذی مرخ میں پڑے ہوئے ہیں جہاں نہ تو پانی ہے نہ درخت، آپؓ نے ان کے کمانے والے کو تاریک گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ اے عمرؓ معاف کر دے تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو۔(۴۹)

حضرت عمرؓ اس کلام پر رو دیئے اور کہا کہ کرسی لاؤ، لائی گئی تو آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مجھے ایسے شاعر کے بارے میں مشورہ دو جو ہجو کہتا ہے اور محترمات پر زبان درازی کرتا ہے اور لوگوں کی مدح و ذم کرتا ہے یہ دیکھے بغیر کہ ان میں حقیقت کیا ہے؟ اس کے بعد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ میں اس کی زبان کاٹ ڈالوں، فرمایا چھری لاؤ، لیکن نہیں استرا لاؤ کہ وہ زیادہ تیزی سے کام کرے گا۔ لوگوں نے کہا امیر المؤمنین یہ آئندہ نہیں کرے گا اور اسے اشارہ کیا کہ تم خود بھی کہہ دو کہ میں آئندہ نہیں کروں گا۔ اس نے کہا میری توبہ میں آئندہ نہیں کروں گا۔ آپ نے کہا جانے دو، اس سے آئندہ باز رہنے کا وعدہ لے کر چھوڑ دیا۔(۵۰)

حضرت عمرؓ نے حطیئہ سے فرمایا کہ لوگوں کی ہجو گوئی سے باز آجاؤ اس نے کہا کہ پھر تو میرے کنبے کے لوگ بھوکے مر جائیں گے کیونکہ میرا کھانا پینا اور گزارا ان سے ہے، آپ نے

فرمایا کہ تم بد گوئی اور ایک کو دوسرے پر بڑھانے سے گریز کرو یوں نہ کہو کہ فلاں فلاں سے بہتر ہے اور اس کی آل اولاد فلاں کی آل اولاد سے بہتر ہے۔ اس نے کہا واللہ آپ تو مجھ سے زیادہ ہجو کہنے والے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر طریقہ رائج ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہاری زبان کاٹ ڈالتا اب تم جاؤ، زبرقان اسے پکڑو، انہوں نے اس کی گردن میں پگڑی ڈالی اور کھینچتا ہوا چلا، چلتے ہوئے قبیلہ غطفان کا سامنا ہوگیا۔ اس نے کہا اے ابا شذرہ (زبرقان) یہ تیرے بھائی بند ہیں اسے ہمیں دے دیجئے۔ چنانچہ اس نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔(۵۱)

آخر کار حضرت عمرؓ نے یہ سوچا کہ اس کو تنبیہ کے علاوہ کچھ ترغیب بھی دیں اور بال بچوں کو کھلانے کے لئے ہجو کرنے کا بہانہ بھی ختم کریں تا کہ ہمیشہ کے لئے اس کا منہ بند ہو اور بار بار لوگوں کی اس کے ہاتھوں بے عزتی نہ ہو۔

چنانچہ ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے جب حطیئہ کو چھوڑا تو یہ جانا کہ حجت تمام کریں تو انہوں نے تین ہزار درہم کے عوض مسلمانوں کی عزت خریدی حطیئہ نے اشعار کہے

واخذت اطراف الکلام فلم تدع شتما یضر و لا مدیحاً ینفع

و حمیتنی عرض اللئیم فلم یخف ذمی واصبح آمنا لایفزع (۵۲)

ترجمہ: آپ نے تو کلام کے اطراف کو لیا نہ تو کوئی گال چھوڑی جو تکلیف دیتی ہے اور نہ ہی مدح چھوڑی جو نفع دیتی ہو (ہر چیز کو گھیر لیا) اور آپ نے میری حمایت کی، کسی کمینے آدمی کی عزت سے وہ میری مذمت سے خوفزدہ نہ ہوا اور نہ ہی گھبرایا، اور اس نے امن پایا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو حطیئہ کا یہ شعر سنایا گیا

متی تا ته تعشو الی ضوء ناره تجد خیر نار عندها خیر موقد

جب آپ ان کی (عمرؓ) آگ کی روشنی کے پاس رات کو آئیں۔ تم ان کے پاس بہترین آگ پاؤ گے اور سب سے اچھا روشنی کرنے والا بھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا۔ بلکہ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آگ ہے اور روشنی کرنے والا ۔ اللہ تعالیٰ ہے۔(۵۳)

حضرت عمرؓ نے شعر و شاعری کو حدود و قیود کا پابند کیا اس کے نہایت مثبت نتائج نکلے بعد میں ریاستی کنٹرول اور حکمرانوں کا احساس ذمہ داری کم ہوتا گیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت تبدیل ہوتی گئی۔ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حطیئہ کو عبیداللہ بن عمرؓ کے پاس دیکھا میں نے کہا کچھ سنائیے وہ کچھ سنانے لگا تو میں نے کہا اے حطیئہ تمہیں حضرت عمرؓ کی بات یاد ہے؟ وہ گھبرا گیا اور کہا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو میں یہ نہ کہتا۔(۵۴)

۶۔ ذاتی اشعار

حضرت عمر فاروقؓ شعر و سخن کے نہایت اعلیٰ ذوق کے باوجود باقاعدہ شاعری نہیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ بطور شاعر کبھی بھی معروف نہیں رہے۔ آپ نے ایک مرتبہ متمم بن نویرہ سے کہا کہ اپنے وہ اشعار سناؤ جو تم نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے بارے میں کہے تھے۔ جب سن لئے تو فرمایا ''لو کنت احسن الشعر، لقلت فی اخی زید مثل الذی قلت فی اخیک''

اگر میں شاعر ہوتا تو میں بھی اپنے بھائی زید کے بارے میں اسی طرح شعر کہتا جیسے تم نے کہے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کبھی کبھی خود بھی اشعار کہتے تھے۔ امام شعبی سے منقول ہے کان عمرؓ شاعراً یعنی حضرت عمرؓ شاعر تھے۔

وفات نبویؐ پر آپ نے حسب ذیل مرثیہ کہا

مازلت مذ وضع الفراش لجثته　　وثویٰ مریضاً خائفاً اتوقع

شفقاً علیه ان یزول مکانه　　عنا فیبقی بعده التفجع

فلیبکه اهل المدینة کلهم　　والمسلمون لکل ارض تجزع

نفسی فداؤک من لنا فی امرنا　　ام من نشاوره اذا نتوجع (۵۵)

ترجمہ: میں اس وقت سے جب سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تدفین کے لئے بستر پر لٹایا گیا ہے، ایک خوفزدہ مریض کی حالت میں ہوں، مجھے خوف آتا ہے کہ کہیں ہماری نگاہ میں آپؐ کی قدرومنزلت کم نہ ہو جائے۔ اس کے بعد بھی یہ اندیشہ باقی رہے گا۔ تمام اہل مدینہ کو خاص طور پر جی بھر کے رونا چاہیئے، ہر سرزمین کے تمام مسلمانوں کی بھی آنکھیں آشکبار ہیں۔ میری جان آپ پر فدا ہو آپ کے بعد مختلف اور میں ہمارا کونسا سہارا باقی رہ گیا ہے اور ہمیں جو تکالیف ہوں ان کے بارے میں کس سے مشورہ کریں۔

کعب الاحبار نے آپ کی شہادت سے تین دن قبل آپ سے آ کر کہا تھا امیر المؤمنین میرا خیال ہے آپ تین دن میں وفات پا جائیں گے آپ نے پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے اللہ بزرگ و برتر کی کتاب تورات میں یہ بات نظر آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں عمر بن الخطاب کا نام بھی تورات میں ملا ہے؟ وہ کہنے لگے نام تو نہیں ملا لیکن آپ کا حلیہ اور صفت موجود ہے۔ اس بات کا پتہ چلا ہے کہ آپ کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔

جب آپ زخمی حالت میں تھے تو دیگر لوگوں کے ساتھ کعب الاحبار بھی ملنے آئے تو آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

فاو عد نی کعب ثلاثا اعدھا ولا شک ان القول ما قال لی کعب

و ما بی حذار الموت انی لمیت و لکن حذار الذنب یتبعه الذنب(۵۶)

ترجمہ: کعب نے مجھے تین دن کے اندر موت کی خبر دی تھی جسے میں شمار کرتا رہا بلا شبہ شک و شبہ جو کعب نے کہا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ مجھے موت کا خوف نہیں کیونکہ موت لامحالہ آئے گی مجھے تو پے در پے گناہوں کا خوف ہے۔

یہ تھے آپ کی شاعری کے دو نمونے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہایت پختہ اور معیاری شاعری کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ اور آپ کے ذاتی اشعار کہیں نہیں مل سکے۔ البتہ اس بات کا امکان ہے کہ آپ اپنی گفتگو، خطبات اور شعر و سخن کی محفلوں میں جو شعر پڑھتے تھے ان میں آپ کے ذاتی اشعار بھی ہوں، کیونکہ ان میں بے شمار ایسے ہیں جن کے شعراء کا کوئی علم نہیں۔

شعر و سخن کے اس گہرے تعلق کے باوجود آپ کے علمی و ادبی ذوق کی مکمل تسکین کا اصل سرچشمہ کلام الٰہی تھا جس کے دامن میں علم و فن کی تمام وسعتیں سمٹ کر رہ گئیں، فصاحت و بلاغت کی تمام چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں، شعر و ادب کے اعلیٰ ترین معیارات ہیچ ہو گئے اور قرآن حکیم تک کے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ فأتوا بسورة من مثله(۵۷) حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مرتبہ مشہور شاعر لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اپنے اشعار سناؤ، انہوں نے سورہ البقرہ کی تلاوت کی اور جواب دیا جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ البقرہ اور آل عمران سکھائی ہے میں نے اس کے بعد کوئی شعر نہیں کہا۔ حضرت عمرؓ نے یہ جواب سن کہ ان کے وظیفے میں پانچ سو درہم کا اضافہ کر دیا۔(۵۸)

۷۔ شہادتِ عمرؓ اور اشعار

حضرت عمر فاروقؓ کا شعر و سخن سے جو تعلق بچپن میں شروع ہوا وہ مرتے دم تک جاری رہا، کتب تاریخ میں آپ کی شہادت کے بارے میں اشعار ہی کی شکل میں پیشن گوئیاں

بھی ہمیں ملتی ہیں اور آپ کی وفات کے بعد مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی مرثیے کہے جن کے کچھ اشعار درج کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی سیرت و شخصیت ہر دور میں شعروسخن کا موضوع رہی ہے اور قیامت تک رہے گی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے امہات المؤمنین کو جو آخری حج کرایا اس موقع پر ہم لوگ عرضے سے پلٹے تو میں المحصب (منیٰ اور مکے کے درمیان) سے گزری تو ایک شخص کو اپنی سواری پر یہ پوچھتے سنا کہ امیر المؤمنین کہاں تھے؟ دوسرے آدمی کو جواب دیتے سنا کہ امیر المؤمنین یہاں تھے۔ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور بلند آواز میں نغمہ سرا ہوا جس نے یہ اشعار کہے۔

جزی اللّٰہ خیراً من أمیر و بارکت   ید اللّٰہ فی ذاک الأ دھم الممزق

فمن یمش أو یرکب جناحی نعامة   لیدرک ما قدمت بالأس یسبق

قضبت أموراً ثم غادرت بعد ھا   بوائق فی أکما مھا لم تفتق (۵۹)

ترجمہ: ''اے امام اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور اس کا ہاتھ اس پھیلی ہوئی کشادہ زمین پر برکت کرے، پھر جو چلے گا یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو گا تو وہ اس سب کچھ کو آگے جاتا ہوا پائے گا جو تم نے کل بھیجا ہے۔ تم نے تمام امور سرانجام دے دیئے ہیں۔ اور اس حالت میں چھوڑا ہے وہ کلیوں کی مانند ہیں جو اسی طرح اپنے غلاف میں ہیں اور چٹکی نہیں ہیں۔''

اس سوار نے وہاں سے نہ تو جنبش کی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے ہم لوگ بیان کرتے تھے کہ وہ جنّوں میں سے تھا۔ حضرت عمرؓ حج سے واپس آئے تو انہیں خنجر مارا گیا اور

انتقال کر گئے۔(۶۰)

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یہ اشعار کہنے والا کون ہے تو لوگوں نے کہا مزروبن ضرار، حضرت عائشہؓ کا فرمانا ہے کہ میں اس کے بعد مزرد سے ملی تو انہوں نے قسم کھائی کہ میں اس سال حج پر موجود نہیں تھا۔(۶۱)

جبیر بن مطعم بن سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت عمرؓ جبل عرفہ پر کھڑے تھے، نے ایک شخص کو چلاتے سنا یا خلیفہ، یا خلیفہ اسے ایک اور آدمی نے نے سنا، حالانکہ لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے، اس نے کہا تجھے کیا ہوا، خدا تیرا حلق بند کرے، میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور چلا کر کہا اس کو گالی نہ دو، میں کل عمرؓ کے ساتھ عقبہ میں کھڑا تھا، جس کی وہ رمی کر رہے تھے کہ یکا یک ایک کنکری آئی جو ان کے سر میں لگی، اس نے ان کا سر پھوڑ دیا، میں نے کسی شخص کو پہاڑ پر کہتے ہوئے سنا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف پر عمرؓ کبھی کھڑے نہ ہونگے، راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص وہی تھا جو کل ہم لوگوں میں چلایا تھا اور مجھ پر بہت سخت گزرا۔(۶۲) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ شہید کئے گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیے:

لیبک علی الا سلام من کان با کیا　　فقد أو شکوا صر عی و ما قدم المهد

واد برت الدنیا و أدبر خیر ها　　و قد ملها من کان یو قن بالوعد(۶۳)

ترجمہ: جو شخص اسلام پر رونے ولا ہو وہ رو لے کیونکہ عنقریب وہ زمانہ ہو گا

کہ بہت سے لوگ گریں گے حالانکہ زمانۂ رسالت زیادہ دور نہیں ہے۔

دنیا ہی الٹ گئی ہے کیونکہ اس میں جو سب سے اچھا آدمی تھا وہ چل بسا،

ہر وہ شخص رنجیدہ ہو گا جو وعدوں پر یقین کئے ہوئے بیٹھا تھا۔

آپ کی وفات پر حضرت عاتکہ بنت زید نے یہ مرثیہ کہا۔

فجعنی فیروز لا در دره   با بیض تال للکتاب منیب

رؤف علی الادنیٰ غلبظ علی العدا   اخی ثقه فی النا ئبات مجیب

متی ما یقل لا یکذب القول فعله   سریع الی الخیرات غیر ؤطوب (۶۴)

ترجمہ: فیروز نے ہمیں ایسی گوری چٹی شخصیت کا صدمہ دیا ہے جو عبادت گزار اور کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے تھے اللہ اسے (قاتل کو) بھلائی سے محروم رکھے وہ اپنے ادنیٰ لوگوں پر مہربان تھے اور دشمنوں کے لئے سخت تھے۔ آپ قول وعمل کے اعتبار سے نہایت قابل اعتماد تھے اور حوادثِ زمانہ کے موقع پر بڑھ چڑھ کر لوگوں کی مدد کرتے تھے۔

انہوں نے ایک اور مرثیے میں کہا:

عین جودی بعبرة و نجیب   لا تملی علی الامام النجیب

فجعتنی المنون بالفارس المعلم   یوم الهیاج و التلبیب

عصمة الناس والمعین علی الدهر   و غیث المنتاب والمحروب

قل لا هل السراء ولبؤس موتو   قد سقته المنون کأس شعوب (۶۵)

ترجمہ: اے آنکھ تو اشک باری اور ماتم کر اور اس نجیب الطرفین امام پر رونے میں کوتاہی نہ کر۔ موت نے مجھے اس علم بردار شہسوار کا صدمہ پہنچایا ہے۔ جو میدان جنگ میں مشہور تھا۔ حوارثِ زمانہ کے مقابلے میں آپ لوگوں کی پناہ گاہ تھے اور مصیبت زدہ اور غم کے ماروں کے فریاد رساں۔ تم غریب و امیر دونوں سے کہہ دو کہ اب تمہیں مرجانا چاہئے۔ کیونکہ موت

نے انہیں بہت بڑی تباہی کا پیالہ پلایا ہے۔

ایک اور خاتون نے بھی روتے ہوئے یہ اشعار کہے

سیبکیک نساء الحی　　　یبکین شجیات

ویخمشن و جوهاً　　　کالد نانیر نقیات

ویلبس ثیاب الحزن　　　بعد القصبیات (٦٦)

ترجمہ: عنقریب قوم کی عورتیں تم پر غم انگیز انداز میں اشکباری کریں گی اور اپنے صاف ستھرے دیناروں کی طرح چہروں کو نوچیں گی اور ریشمی لباس اتار کر ماتمی لباس زیب تن کریں گی۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ ہیکل:۱/ ۳۳ ۲۔ ابن جوزی:۱۸۶ ۳۔ علی المتقی:۱۰/ ۳۰۰

۴۔ علی المتقی:۱۰/ ۳۰۰ ۵۔ شبلی:۶۳۶۸۔

۶۔ ابن قتیبہ:۱/ ۶۷، ابن واصل:۳/ ۱۲۲۹ ۷۔ طبری:۳/ ۲۸۸

۸۔ طبری:۳/ ۲۸۹ ۹۔ ابن قتیبہ:۱/ ۹۳ ۱۰۔ ایضاً:۱/ ۶۸

۱۱۔ ایضاً:۱/ ۹۳ ۱۲۔ ابن واصل:۳/ ۱۲۳۷ ۱۳۔ ایضاً:۳/ ۱۲۳۶

۱۴۔ ایضاً ۱۵۔ ابن جوزی:۱۸۵

۱۶۔ ابن سعد::۳/ ۲۶۶، طبری:۳/ ۲۸۶، ابن جوزی:۱۸۵

۱۷۔ ابن جوزی:۱۸۵ ۱۸۔ ایضاً ۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً ۲۱۔ طبری:۳/ ۲۸۸ ۲۲۔ بلاذری I:۱۰۷

۲۳۔ طبری:۴/ ۶۸، ابن کثیر:۷/ ۸۰ ۲۴۔ ابن ہشام:۳/ ۹۸

۲۵۔ ابن جوزی:۸۰ ۲۶۔ ایضاً:۱۸۹ ۲۷۔ طبری:۳/ ۲۸۶

۲۸۔ ایضاً ۲۹۔ ابن جوزی:۸۹ ۳۰۔ طبری::۳/ ۲۷۲

۳۱۔ زبیری:۱/ ۳۴۸، بلاذری:۱۱۸، ابن قتیبہ:۱/ ۲۵۵ ۳۲۔ ابن کثیر:۷/ ۱۱۶

۳۳۔ سیوطی:۱۳۹، ابن جوزی:۸۱ ۳۴۔ ابن جوزی:۸۲ ۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ ابن سعد:۳/ ۲۸۵ ۳۷۔ ابن جوزی:۸۵ ۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ ایضاً:۸۷ ۴۰۔ ایضا:۸۸ ۴۱۔ ابن سعد:۳/ ۲۸۵

۴۲۔ ابن سعد:۳/ ۲۸۶ ۴۳۔ ابن جوزی:۱۱۷ ۴۴۔ ایضاً:۱۱۸

۴۵۔ بخاری:۴/ ۹۷، مسلم:۷/ ۱۶۲، ابو داؤد:۴/ ۴۱۵ ۴۶۔ ابو داؤد:۴/ ۴۱۵

۴۷۔ نسائی:۵/ ۲۱۱ ۴۸ ابن قتیبہ:۲۴۵، ابن واصل:۱/ ۲۳۳

۴۹ ابن واصل:۱/ ۲۳۴، ابن قتیبہ:۲۴۵ ۵۰۔ ابن واصل:۱/ ۲۳۴

۵۱۔ ایضاً: ۱/ ۲۳۵ ۵۲۔ ایضاً ۵۳۔ ایضاً: ۱/ ۲۳۷

۵۴۔ ابن واصل: ۱/ ۲۳۵ ۵۵۔ بلاذری: II: ۱/ ۵۹۳

۵۶۔ طبری: ۳/ ۲۶۵ ۵۷۔ البقرہ: ۲/ ۲۳ ۵۸۔ ابن قتیبہ: ۱/ ۱۹۵

۵۹۔ ابن سعد: ۳/ ۳۷۴، ابن عبدالبر: ۱۱۵۸، سیوطی: ۱۴۴، ابن اثیر: ۳-۷۷، ابن جوزی: ۲۲۸

۶۰۔ ابن سعد: ۱/ ۳۷۴، ابن عبداللہ: ۱۱۵۸ ۶۱۔ ایضاً

۶۲۔ ابن سعد: ۳/ ۳۷۴، ابن اثیر: ۳-۷۳ ۶۳۔ سیوطی: ۱۴۵، ابن جوزی: ۲۲۹

۶۴۔ طبری: ۳/ ۲۸۵، ابن کثیر: ۷/ ۱۴۰ ۶۵۔ ایضاً، سیوطی: ۱۴۶

۶۶۔ طبری: ۳/ ۲۸۵، ابن کثیر: ۷/ ۱۴۰

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم

۲۔ ابن اثیر، عزالدین محمد بن عبدالکریم الخیری، اسد الغابۃ، ادارہ الطباعۃ المنیر یہ، ۱۳۵۶ء

۳۔ ابن جوزی، ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی، تاریخ عمر ابن الخطاب، مطبعۃ التوفیق الادبیۃ، مصر

۴۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۳۹ء

۵۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، الطباعۃ والنشر، دار بیروت، ۱۹۸۷ء

۶۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مکتبہ مصر

۷۔ ابن کثیر، ابو الفدا الحافظ، البدایہ و النہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، ۱۹۷۳ء

۸۔ ابن قتیبہ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم، الشعرو الشعراء، دارالثقافۃ بیروت، ۱۹۶۴ء

۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۶ء

۱۰۔ ابن واصل، الحموی، تجرید الاغانی، تحقیق الدکتور طہٰ حسین وا براہیم الابیاری، مطبعہ مشرکۃ مساحمۃ مصریہ، ۱۹۵۶ء

۱۱۔ ابو داؤد، ابی بکر عبداللہ، السنن، المطبعہ رحمانیہ، مصر، ۱۳۴۸ء

۱۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالفکر بیروت

۱۳۔ بلاذری I، احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان، مکتبہ النضۃ المصریہ، القاہرہ

۱۴۔ بلاذری II، احمد بن یحییٰ بن جابر، انساب الاشراف، تحقیق داکتور حمیداللہ، دارالمعارف بمصر

۱۵۔ السھیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، الروض الانف، القاھرہ، ۱۹۷۲ء

۱۶۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، مکتبہ النصر الحدیثیہ، الریاض

۱۷۔ شبلی، علامہ شبلی نعمانی، الفاروق مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور

۱۸۔ طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم و الملوک، دارالمعارف، مصر، ۱۹۶۳ء

۱۹۔ علی المتقی علی بن عبدالمالک الھندی، کنزالعمال فی سنن الاقوال و الافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۵۵ء

۲۰۔ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۹۸۰ء

۲۱۔ نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، السنن، احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

۲۲۔ ہیکل: محمد حسین، الفاروق عمرؓ، مطبعۃ مصر شرکۃ مساھمۃ مصریۃ، ۱۳۲۴ھ